جناب تنویر محمد بی۔ اے۔ پنانوالی

قیامت کا سائنسی اور قرآنی تصوّر

تجزیہ اور موازنہ

تمام کتب سماویہ اس بات پر متفق ہیں کہ اس کائنات کو ایک دن ختم ہونا ہے۔ اور موجودہ سائنس بھی اب اس نظریہ سے اتفاق کرتی نظر آتی ہے۔ اس موضوع میں ہم نے یہی دیکھنا ہے کہ تصور قیامت کے سائنسی اور قرآنی نظریات کیا ہیں۔؟ ہمارا مضمون مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم ہوگا۔

۱۔ سائنس کا نظریہ قیامت ۲۔ قرآن کا نظریہ قیامت

۳۔ دونوں کے نظریات کا باہمی مقابلہ ۴۔ سبق۔

۱۔ سائنس کا نظریہ قیامت | اب ہم سب سے پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ سائنس کا قیامت یا خاتمہ زمین کے متعلق کیا نظریہ ہے۔؟ سائنس نے اس سلسلہ میں کوئی واضح تصور نہیں دیا ہے مختلف زمانوں میں مختلف سائنسدانوں نے مختلف نظریات پیش کئے ہیں۔ جو ایک دوسرے سے الگ ضرور ہیں لیکن نتیجہ ایک ہی نکلتا ہے کہ زمین کو فنا ہونا ہے۔ اب اس کو قیامت کہئے یا کوئی اور نام دیجئے۔ اب تک جو خیالات اس بارے میں سائنسدانوں نے پیش کئے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ پہلا نظریہ ہوا کا ختم ہو جانا ـــــــ سائنسدانوں کا خیال ہے کہ زمین کے اردگرد اور اوپر ہوائی غلاف لپیٹا ہوا ہے۔ اسکی گیس (GASES) اور ابخرات رفتہ رفتہ بیرونی خلا میں غائب ہوتے جا رہے ہیں۔ اگر ہوا آہستہ آہستہ یونہی ختم ہوگئی، تو قیامت میں کیا شک ہے۔ چاند کا یہی حشر ہوا۔ شروع میں اس پر کچھ ہوا موجود تھی، اب وہ ہوا ہوگئی۔ اور اس وقت وہاں کوئی ذی حیات موجود نہیں۔

۲۔ دوسرا نظریہ۔ کٹاؤ اور پانی کا زمین پر پھیل جانا —— یہ بھی گمان ہے کہ عرصہ دراز کے بعد زمین کا خشکی کا حصہ کٹ کٹ کر بہہ جائے اور تمام روئے زمین پر پانی چھا جائے گا۔ ہمارے دریا اور سمندر خشکی کو متواتر ختم کر رہے ہیں۔ کوئی زیادہ عرصہ نہیں گذرا۔ جب ایشیا اور امریکہ فرانس اور برطانیہ اور افریقہ اور یورپ آپس میں ملے ہوئے تھے۔ لیکن آج پانی نے ان کے درمیان وسیع خلیجیں حائل کر دی ہیں۔

جہاں آج بحر اوقیانوس (ATLANTIC) ٹھاٹھیں مار رہا ہے، وہاں کسی زمانے میں ایک بر اعظم تھا۔ اور افریقہ کے جانور امریکہ تک پہنچتے تھے۔ اسی طرح زمین پر ایک وقت ایسا بھی گذرا ہے۔ جب آسٹریلیا، جنوبی افریقہ، انٹارکٹیکا اور جنوبی امریکہ آپس میں ملے ہوئے تھے۔ لیکن آجکل وہ شرمندہ ساحل ہیں۔

۳۔ تیسرا نظریہ، شدت سردی و گرمی —— سائینسدانوں نے خاتمہ زمین کے متعلق جو سب سے بڑا اندیشہ ظاہر کیا ہے وہ یہ ہے کہ سردی کی شدت حیاتِ ارضی کو ختم کر دے۔ ماہرین ارضیات کا خیال ہے کہ ہماری زمین پچھلے چار لاکھ سالوں میں کم از کم چار برفانی دوروں کا شکار ہو چکی ہے۔ آخری دور جس میں ہم اب گرفتار ہیں، تقریباً ۲۵۰۰۰ سال قبل شروع ہوا تھا۔ اور کرۂ ارض کا ۱۰ فیصد اس وقت برف پوش ہے۔ یقین کہا جاتا ہے کہ ایسے برفانی دور کا آغاز ۵۰۰۰ء اور بعدہٗ ۳۰۰۰ء میں ہوگا۔ اس وقت شمالی امریکہ اور یورپ کے بیشتر حصے ایک میل گہری برف میں ڈھک چکے ہوں گے —— لیکن ان برفانی ادوار کے آغاز سے پہلے زمین کی آب وہوا آہستہ آہستہ گرم ہوتی جائے گی اور سلسلہ ۳۰۰۰ء میں مکمل ہوگا۔ ان دنوں خطِ استوا کے علاقے بہت زیادہ گرم ہو جائیں گے اور یہاں کے باسی شمال کی جانب کوچ کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

ماہرین ارضیات کے خیال کے مطابق اس شدتِ گرمی اور بڑھتی ہوئی تپش کے زیر اثر گرین لینڈ اور اس کے متصلہ علاقوں کی برف تیزی سے پگھلنا شروع ہو جائے گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ بحر اوقیانوس اور رودبار انگلستان کی موجودہ سطح ۱۰۰ فٹ بلند ہو جائے گی۔ اگر ایسا ہوا تو پھر لنڈن۔ پیرس اور نیویارک ایسی مسکراتی ہوئی آبادیوں کی غرقابی میں کیا شک و شبہ ہے؟

۴۔ چوتھا نظریہ۔ سورج ختم ہو جائے —— حیاتِ ارضی کے خاتمہ کے متعلق یہ نظریہ زیادہ مشہور ہے کہ پہلے سورج ختم ہو جائے گا۔ پھر یہ گہوارہ خاکی اپنی موت آپ ہی مر

جائے گا۔ کیونکہ روشنی کے لئے تو مصنوعی انتظام بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن اتنے وسیع پیمانے پر حرارت و تپش کہاں سے حاصل ہو گی۔ اور تمام جانداروں کا انحصار اسی پر ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ سورج کیسے ختم ہو گا۔؟ تو سائنسدانوں نے اسکی کئی ایک صورتیں تجویز کی ہیں۔

ا۔ سورج میں روشنی کا خزانہ محدود ہے ـــــ سائنسدان کہتے ہیں کہ سورج میں جو روشنی کا ذخیرہ ہے وہ لامحدود نہیں۔ ایک دن آئے گا کہ وہ ختم ہو جائے گا۔ بہت سے ہیئت دان اس بات پر متفق ہیں کہ سورج اپنے نقطۂ عروج سے گذر کر زوال پذیر ہے۔

ب۔ سورج سکڑ رہا ہے ـــــ ۱۹ ویں صدی کے ہیئت دان اس نتیجے پر بھی پہنچے تھے کہ سورج بتدریج سکڑ رہا ہے۔ ایک سائنسدان نے بتایا سورج ہر سال اتنی حرارت خارج کرتا ہے کہ ۱۵۰ فیٹ فی سال کے حساب سے سکڑ رہا ہے۔ اس اندازہ کے مطابق ابھی سورج کے ختم ہونے میں کم ازکم ڈیڑھ کروڑ سال لگیں گے۔

ج۔ چہرۂ شمس پر پردہ پڑ جانا ـــــ ایک گمان یہ بھی ہے کہ سورج کی سطح پر جو گیس چھائی ہیں، وہ کسی دن اتنی کثیف ہو جائیں گی کہ آفتاب کے چہرے پر دبیز پردے ڈال دیں گی اور دنیا میں اندھیرا چھا جائے گا۔

د۔ ہمارے سورج پر کچھ دھبے کبھی نمودار ہوتے ہیں اور کبھی خود بخود غائب ہو جاتے ہیں۔ لہذا خیال کیا جاتا ہے کہ مستقبل میں ایسا زمانہ آسکتا ہے جب کچھ گیسیں اسکی سطح پر پردہ ڈالدیں اور ہم اسکی حرارت و تپش سے محروم ہو جائیں۔ اسوقت خلا کی زبردست خنکی ہماری زمین پر حملہ آور ہو گی۔ کہا جاتا ہے، پھر ایسا دور آئیگا کہ قشر ارض سے پانی اور ہوا غائب ہو جائیں گے۔ ہوا خلا میں غائب ہو جائے گی اور پانی منجمد ہو کر برف کی شکل اختیار کرے گا۔

س۔ بعض ہیئت دانوں کا گمان ہے کہ مستقبل بعید میں نظام شمسی کے تمام سیارے سورج کے اردگرد کم رفتار (WITH SLOW SPEED) کے ساتھ گردش کرنے لگیں گے اور پھر ایک دن آخر کار وہ سورج میں گر پڑیں گے اور اسے بے نور کر دیں گے۔

ص۔ سورج کا پھٹ جانا ـــــ ہیئت دانوں نے یہ نظریہ بھی پیش کیا ہے کہ زمین کی اندرونی قوتیں بروئے کار آئیں گی۔ قشر ارض پھٹ جائے گا۔ اور سارا کرہ ارض بیشمار شہابیوں میں بٹ جائے گا۔ لیکن ساتھ ہی سائنسدان یہ کہتے ہیں کہ اس وقت کے آنے سے قبل ہی سورج

جس نے لاکھوں سال تک اس بستی کے مکینوں کو زندگی اور تابندگی بخشی ہے، یکایک اپنی دوزخ بداماں آگ کے ساتھ پھٹ کر خاموش ہو جائے گا۔

۲۔ ایٹم سے متعلقہ تحقیقات (RESEARCH) شاہد ہیں کہ سورج کا سارا سرمایہ آتش وہ جانی پہچانی گیس ہے جسے ہائیڈروجن (HYDROGEN) کہتے ہیں۔ اس گیس کے ذرات سورج کے قلب میں سخت حرارت اور بے پناہ دباؤ سے ہیلیم (HELIUM) گیس میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ جوں جوں ہائیڈروجن کی مقدار گھٹ رہی ہے توں توں سورج کی شعلہ افشانی بڑھتی جا رہی ہے۔ سائینسدانوں نے اندازہ لگایا ہے کہ گذشتہ دو سالوں میں ہماری زمین کے اوسط درجہ حرارت میں چند ڈگری اضافہ ہوا ہے۔

جس وقت ہائیڈروجن کی مقدار آدھی رہ جائے گی تو اسکی تپش اور چمک میں کئی سو گنا اضافہ ہو جائے گا۔ اس بلاخیز گرمی کے زیر اثر سمندر، جھیلیں، دریا، تالاب، الغرض تمام آبی ذرائع خشک ہو جائیں گے۔ زمین پر آثار حیات ناپید ہو جائیں گے۔ یہ کرۂ خاکی جل بھن کر فضا کی وسعتوں میں منتشر ہو جائے گا۔ ممکن ہے اس جان کنی کے عالم میں سورج یکبارگی پھٹ پڑے۔ اسکی سطح سے گیس کے شعلے پھوٹ پڑیں گے۔ اور اس کے ٹھیک آٹھ منٹ بعد ہماری زمین اس دہکتی ہوئی بھٹی کا ایندھن بن کر شعلہ جوالہ بن جائے گی اور خلائی وسعتوں میں گرد و غبار کے ایک بادل کے سوا کچھ نہ رہے گا۔

یہ ہے ان نظریات کا مختصر خاکہ جو آج تک سائینسدان پیش کر چکے ہیں۔ اب ہم قرآنی نظریات کا جائزہ لیں گے۔

<u>قیامت کا قرآنی تصور</u> | قرآن مجید نے جو تصورِ قیامت دیا ہے، اسکا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ ایک دن اللہ تعالیٰ تمام عالم اور اسکی مخلوقات کو مٹا دیں گے۔ جس طرح وہ تخلیق کرنے پر قادر ہیں۔ اس طرح مٹانے کی بھی قوت رکھتے ہیں۔ اب ذرا موضوع سے ہٹ کر تھوڑی سی بحث کرتے ہیں جو نہایت مفید ہو گی اور قرآنی تصورِ قیامت کو نہایت واضح بنائے گی۔

خداوند قدوس نے کائنات کو انسان کیلئے پیدا کیا۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۔ (البقرہ : ۲۹)

ترجمہ :- وہی ذات تو ہے جس نے زمین میں جو کچھ ہے وہ ہمارے لئے پیدا کیا ہے۔
فقط ارضی اشیاء ہی نہیں بلکہ سماوی کے متعلق بھی فرمایا : وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

والشمس والقمر۔ (العنکبوت : ۶۱) ترجمہ : اور اسی نے تمہارے لئے رات اور دن اور سورج اور چاند مسخر بنایا۔ ایک تیسری جگہ ارشاد ہے : وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا۔ (جاثیہ : ۲۵) ترجمہ : اور مسخر کردیا تمہارے لئے جو کچھ کائنات ارضی اور سماوی میں ہے۔

الغرض خدا تعالیٰ نے زمین میں جو کچھ ہے وہ انسان کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور انسان کو اپنی عبادت اور اطاعت کے لئے بنایا ہے۔ وہ زمین میں خدا کا خلیفہ ہے۔ اسکو یہ زندگی آزمائش کے لئے دی گئی ہے۔ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا۔ ترجمہ : تاکہ آزمایا جائے کہ تم میں سے کون ہے جو بہتر عمل کرے گا۔ (الملک : ۲)

دنیا آزمائش گاہ ہے۔ یہ دنیوی زندگی نے ایک دن ختم ہونا ہے۔ خداوند قدوس نظام درہم برہم کردیں گے۔ انسان اپنے خالق کے حضور میں حاضر ہوگا، جہاں اس کے ایک ایک عمل کا حساب ہوگا۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔
(الزلزال : ۷، ۸) ترجمہ : پس جو کوئی کرے گا برابر بھنگے کے بھلائی دیکھے گا اس کو اور جو کوئی کرے گا برابر بھنگے کے برائی دیکھے گا اس کو۔ (از شاہ رفیع الدینؒ)

—— اسی کو زبان نبوت نے قیامت کا نام دیا۔

اتنی بحث کے بعد اب ہم پر یہ واضح ہوگیا کہ قیامت کیوں قائم ہوگی۔؟ اور وہاں کیا ہوگا۔؟ اب ہم دیکھیں گے قرآن حکیم نے اس تصور کو کیسے پیش کیا ہے۔؟

۱۔ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ۔
ترجمہ : اور پھونکا جائے گا صور میں پس بے ہوش ہو جاویں گے جو کہ بیچ آسمانوں کے اور جو کہ بیچ زمین کے ہیں۔)

۲۔ دوسری جگہ فرمایا : اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ○ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ○ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ○ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ○ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ○ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ○ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ○ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ○ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ○ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ○ وَاِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ ○ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ○ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ○ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّاۤ اَحْضَرَتْ ○ ۔

ترجمہ: جس وقت کہ سورج لپیٹا جائے۔ اور جسوقت ستارے گدلے پڑ جائیں۔ اور جس وقت پہاڑ چلاتے جائیں۔ اور جسوقت کہ دس مہینے کی گابھن اونٹنی بیکار چھوڑی پھرے۔ اور جسوقت وحشی جانور انسانوں کے ساتھ اکھٹے کئے جاویں۔ اور جس وقت کہ دریا بھونکے جائیں۔ اور جسوقت مختلف جانوں کو اکھٹا کیا جاوے۔ اور جس وقت جیتی جاگتی گاڑی ہوئی (بیٹی) سے استفسار کیا جائے گا کہ تجھے کس گناہ کی پاداش میں مارا گیا۔ اور جس وقت اعمال نامے کھول دئے جائیں۔ اور جسوقت آسمان کی کھال اتار دی جائے۔ اور جس وقت کہ دوزخ دہکائی جاوے۔ اور جسوقت جنّت کو قریب لایا جائے (اس دن) جان لے گا ہر جی جو اس نے آگے بھیجا۔ (سورہ التکویر ایات ۱ تا ۱۴)

۳۔ تیسری جگہ فرمایا: اَلْقَارِعَۃُ ۝ مَا الْقَارِعَۃُ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَۃُ ۝ یَوْمَ تَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝

ترجمہ: کھڑکھڑا ڈالنے والی، کیا ہے کھڑکھڑا ڈالنے والی۔ آپ کو کس چیز نے معلوم کرایا کہ کیا ہے کھڑکھڑا ڈالنے والی۔ اس دن تمام آدمیوں بھنگوں کی مانند پراگندہ ہوں گے اور پہاڑ دھنی ہوئی روئی کی مانند ہوں گے۔ (القارعہ: ایات ۱ تا ۵)

قرآن حکیم نے اور بھی کئی ایک مقامات پر قیامت کے قیام کے متعلق ارشادات فرمائے ہیں۔ جن سب کا خلاصہ یہی ہے کہ خداوند اپنی مرضی سے جب چاہیں گے صفحۂ کائنات کو پھاڑ ڈالیں گے۔

سائنسی اور قرآنی نظریات کا مقابلہ جب ہم قیامت سے متعلق سائنس اور قرآن کے تصورات کا جائزہ لیتے ہیں تو مندرجہ ذیل امور سامنے آتے ہیں۔

۱۔ دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ قیامت آئے گی اور حیاتِ ارضی کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔

۲۔ سائنس کے چند نظریات اور قرآنی تصور میں تطابق ممکن ہے۔ مثلاً سائنس نے یہ کہا کہ سورج پھٹ پڑے گا۔ اور قرآن حکیم نے فرمایا وَاِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ۔ اس طرح زمین کی سطح کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کا نظریہ کسی حد تک اس قرآنی نظریہ سے مطابقت رکھتا ہے۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا۔ (زلزال ایت ۱)

۳۔ قرآنی تصورِ قیامت نہایت جامع، واضح اور اٹل ہے۔ جبکہ سائنسی نظریات تخمین و ظن پر مبنی ہیں "ایسا ہوگا" "یوں ہو سکتا ہے" "خیال کیا جاتا ہے" یہ ظن ہے یقینی نہیں۔

۴۔ سائنسی تصورات نے یہ ثابت کیا ہے کہ قیامت بہت دور ہے، مثلاً وہ کہتے ہیں کہ زمین کی عمر ابھی ڈیڑھ کروڑ سال اور ہے، لیکن جب کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا " مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ - ترجمہ: قیامت کا وعدہ کب پورا ہوگا اگر آپ سچے ہیں تو (بتائیں)

تو قرآنِ حکیم نے ان کے جواب میں فرمایا: سَيَكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ - ترجمہ: جس (یعنی قیامت یا عذابِ الٰہی) کے بارے میں تم جلد بازی کر رہے ہو، شاید اسکا کچھ حصہ تمہارے بالکل پیچھے یعنی قریب ہو۔

یعنی قرآن نے یہ بتایا ہے کہ اللہ جب چاہیں قیامت قائم فرمائیں گے۔

۵۔ قرآن کا تصورِ قیامت انسان کو نیک عمل، حسنِ خلق، ادائیگی حقوق، انکساری، تنگ ناز اور ذمہ داری کا درس دیتا ہے، کیونکہ قرآن نے بتایا ہے کہ قیامت اس لئے قائم ہوگی کہ لوگوں کے اعمال کا جائزہ لیا جائے اور ہر نفس کو اس کے نیک یا بد اعمال کے مطابق جزا و سزا دی جائے گی لیکن سائنس میں یہ ورق سرے سے سادہ ہے۔ یہ فرار، بدعملی، نفس پرستی، عیش کوشی اور دنیا کو مقصدِ حیات بنانے میں ممد و معاون ثابت ہوتی ہے۔

۶۔ سائنس کے نظریات کو ثبات نہیں یہ بدلتے رہتے ہیں۔ آج ایک نظریہ قائم ہوتا ہے، تو کل باطل ٹھہرتا ہے۔ عین ممکن ہے آخرکار سائنس قرآنی تصور کو تسلیم کرے یا اس سے مکمل مطابقت پیدا کرے۔

سبق | اب تک جو کچھ کہا گیا ہے اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ قرآن نے جو قیامت کا تصور پیش کیا ہے بالکل حق اور سائنٹفک ہے۔ لہذا یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ اس زندگی کے بعد ایک دوسری زندگی آئے گی۔ اس کا آنا ممکن اور اغلب اور اقتضائے حکمت کے مطابق ہے۔ عقل بشرطیکہ صحیح و سلیم ہو اور علم بشرطیکہ حقیقی ہو ہم کو اخروی زندگی کے اس تصور پر جو قرآن نے پیش کیا ہے، ایمان لانے سے نہیں روک سکتے بلکہ آمادہ کرتے ہیں۔

اب ہمیں کیا کرنا ہے؟ اس کا جواب آپ کی عقلِ سلیم کے سپرد کرتا ہوں، نہیں تو علماءِ امت سے پوچھے وہ اسکا بہترین جواب دے سکتے ہیں۔ ہاں ایک بات کہوں گا۔ جو کچھ ہم کر رہے ہیں یہ اس کا جواب نہیں ہے

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی کیں راہ کہ تو می روی بترکستان است